مسلم معاشرے میں طلاق کے بڑھنے کی وجوہات اور اسباب کا تحقیقی جائزہ

A research review of the causes and reasons for the increase in divorce in Muslim society

Dr. Mahmood Ahamd

Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA & E, DHA, Lahore.

Email: muftimehmoodahmad@gmail.com

Dr. Muhammad Zia Ullah

Assistant Professor of Islamic Studies, NCBA & E, DHA, Lahore.

Email: zianoorani@gmail.com

Sidra Shah Muhammad

M.Phil scholar, Islamic studies, NCBA & E, DHA, Lahore.

Email: shahmuhammad03265894819@gmail.com

Received on: 04-01-2024

Accepted on: 06-02-2024

Abstract

Understanding the reasons and causes behind the increasing trend of divorce in Muslim societies is crucial for addressing this issue effectively. The prevalence of divorce is influenced by a combination of various factors in these societies. Societal changes, shifting cultural norms, and economic developments play significant roles in this trend. Changes in family structures, financial pressures, and educational advancements contribute to the rising rates of divorce. Furthermore, legal and religious reforms also impact the prevalence of divorce. The expansion of women's rights and educational opportunities has led to increased awareness of divorce rights among women. Legal changes aimed at empowering women and providing them with more rights in divorce proceedings have contributed to this trend. This research provides valuable insights into the different dimensions of Muslim social systems and helps understand the reasons behind the increasing prevalence of divorce. It underscores the importance of addressing societal, cultural, economic, and legal factors to effectively tackle the rising divorce rates in Muslim societies.

Keywords: Divorce trends, Muslim societies, cultural norms, Legal reforms, Financial pressures, Empowerment

پاکستانی معاشرے میں طلاق کی شرح میں اضافہ ناگزیر حقائق کی عکاسی ہے۔ تبدیلی کے عوامل مختلف ہیں، جیسے تعلیمی سطح، معاشرتی تبدیلیاں، اور معاشی شرائط۔ اس بے تدبیری کا نتیجہ ہے کہ زندگی کی بناوٹ میں اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔

شریعت کے حکم کی روشنی میں نکاح کی اہمیت ہے۔ نکاح صرف ایک عقد نہیں بلکہ ایک مقدس روایت ہے جو انبیاء کی سنت کے مطابق عبادت

کادر جہر کہتی ہے۔ تونا گزیر وجوہات کی بنیاد پر "تنسیخ نکاح" طلاق کی صورت میں ظہور پزیر ہو سکتا ہے، طلاق کا مسئلہ ایک معقول اور احتیاطی طریقہ کار ہونا چاہئے۔

اہم بات یہ ہے کہ طلاق کو بے تدبیری سے نہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کو طلاق بالکل پسند نہیں ہے اور اس کی صورت میں طلاق ایک آخری اختیار ہونا چاہئے۔

معاشرتی تبدیلیوں کا بھی اہم کردار ہے، جیسے زیادہ تعلیم یافتہ عورتوں کی موجودگی جو اپنی حقوق کو جانتی ہیں اور زندگی کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتی ہیں۔ اسی طرح، معاشی شرائط بھی اہم ہیں، جیسے ماحولیاتی دباؤ، مالی مسائل، اور شریک زندگی کی تنازعات۔

حکومت کی جانب سے زیادہ ذمہ داری سے تعلیم، معاشی بہبود، اور شادی شدہ زندگی کی تربیتی پروگرامز کو فعال کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ، زندگی کی بناوٹ میں استحکام کے لئے شادی شدہ جوڑوں کے لئے مشاورتی اور دعائی مدد کی سہولت فراہم کی جانی چاہئے۔

1. اختتامی طور پر، زندگی کے معاشرتی، معاشی، اور دینی پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے، طلاق کے معاملے کو¹ معقول اور احتیاطی طریقہ کار سے حل کیا جاسکتا ہے۔ بے تدبیری اور بے پرواہی کی بجائے، احترام، تفہیم، اور رحم دلی کے ساتھ مسئلہ حل کرنا ضروری ہے۔
2. حدیث پاک میں ہے کہ نکاح کرو، طلاق نہ دو، اس لیے کہ طلاق عرش الہی لرز اٹھتا ہے۔

نکاح و شادی کی اہمیت:

نکاح اور طلاق اسلامی معاشرتی نظام کی اہم روایتیں ہیں جو انسانی زندگی کی بنیاد ہیں۔ ان دونوں امور کا تعلق انسانی تعلقات، معاشرتی بنیادیں، اور دینی اصولوں سے ہوتا ہے۔ نکاح کو ایک مقدس اور معنوی روایت قرار دیا گیا ہے جبکہ طلاق کو آخری اختیار سمجھا جاتا ہے جب حل ناممکن ہو۔

نکاح کی اہمیت سمجھنے کے لئے ہمیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھنا ہوگا۔ اسلامی تعلیمات میں نکاح کو ایک آخری نبوتی رسالت کا بنیادی حصہ قرار دیا گیا ہے جو انسانی معاشرت کی بنیاد ہے۔ نکاح نے انسانی روابط کو تعین دی ہے، محبت اور امن کی بنیاد بنائی ہے، اور زندگی کی مشکلات کو حل کرنے میں مدد فراہم کی ہے۔ اس میں زوجین ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ خوشیاں اور غم بانٹتے ہیں۔

نکاح کی اہمیت کو سمجھنے کے ساتھ، طلاق کی بھی اہمیت کو دینی، معاشرتی، اور انسانی نظریات کی روشنی میں دیکھنا ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات میں طلاق کو آخری اختیار سمجھا جاتا ہے جب دونوں زوجین کے درمیان مسائل حل نہیں ہو سکتے اور محبت اور امن کی بنیاد کو مضبوط رکھنا ممکن نہ ہو۔ طلاق کی صورت میں، عرش الہی کی رضاکاری پر لازمی طور پر غور کرنا چاہئے۔

دین اسلام کے نکاح اور طلاق کے معاملات میں اعتدال اور عدل کا اہم کردار ہے۔ زوجیت کی بنیادی مقاصد میں ایک دوسرے کی مدد اور حمایت کا اندازہ ہے جبکہ طلاق کو آخری اختیار سمجھا جاتا ہے جب حل ناممکن ہو۔

نکاح اور طلاق کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے، ان معاملات میں عدل، امن، اور محبت کی بنیاد پر بنیادی اصولوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں بھی نکاح کی اہمیت کو واضح کر دیا گیا ہے۔

اختتامی طور پر، نکاح اور طلاق اسلامی معاشرت کی روایتیں ہیں جو انسانی زندگی کی بنیاد ہیں۔ ان کو سمجھنا، ان کی اہمیت کو قدر کرنا، اور دینی اور معاشرتی اصولوں کے مطابق عمل کرنا انسانی تعلقات کو مضبوط بناتا ہے اور معاشرتی فساد اور امن کی کمی کو روکتا ہے۔

نکاح کے اس مقصد کی ایک جھلک ہمیں قرآن کی اس آیت میں نظر آتی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا اور اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کر دی²

ظاہر ہے کہ جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے متبادل ذرائع اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ اسلام ایسے تمام متبادلات پر پابندیاں عائد کرتا ہے اور صرف ایک راستہ کو برقرار رکھتا ہے: شادی۔ یہ نہ صرف اس رشتے کی حفاظت کرتا ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔ شادی سے جو رشتہ ابھرتا ہے وہ محبت اور شفقت سے مزین ہوتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ محبت جوانی کے جذبے سے جنم لیتی ہے، جب کہ ہمدردی اور محبت عمر کے ساتھ ساتھ گہری ہوتی جاتی ہے۔ شادی کے علاوہ کوئی دوسرا رشتہ ابتدائی پیار کو گہری ہمدردی اور محبت میں تبدیل نہیں کر سکتا، جس کے ساتھ جسمانی اور روحانی سکون ہو۔

اس لیے محبت کرنے والوں کے لیے ایک حدیث پاک ہے کہ ”ایک دوسرے سے محبت کرنے کے لیے نکاح کے بغیر اور کوئی راستہ نہیں ہے۔“ شادی کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا مقصد صرف اور صرف شادی کے ذریعے جنسی خواہشات کو پورا کرنا نہیں ہے بلکہ مرد اور عورت دونوں کو پاکیزہ کردار عطا کرنا ہے۔ انسانی نسب کی حفاظت اور اسے فروغ دینا بھی شادی کے بنیادی مقاصد ہیں۔ باہمی پیار اور محبت کے ذریعے دلوں میں سکون پیدا کرنا بھی ایک مقصد ہے، جو افراد کو اپنی سونپی گئی ذمہ داریوں کو زیادہ مؤثر طریقے سے نبھانے کے قابل بناتا ہے۔

شادی، اسلام کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے، افراد کے لیے روحانی اور جذباتی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ ایک فریم ورک فراہم کرتا ہے جس کے اندر محبت پھول سکتی ہے، اور ہمدردی اور محبت کی گہری شکلیں تیار ہو سکتی ہیں۔ شادی کے ذریعے، افراد کو اپنے بندھن کو ترجیح دینے، رشتوں کو مضبوط بنانے اور تحفظ اور تحفظ کے احساس کو فروغ دینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

مزید برآں، اسلام میں شادی صرف جسمانی خواہشات کو پورا کرنے پر مرکوز نہیں ہے بلکہ اس میں انسانی رشتوں کے بارے میں ایک جامع تناظر شامل ہے۔ اس کا مقصد میاں بیوی کے درمیان ایک ایسا رشتہ قائم کرنا ہے جس کی جڑیں ایمان، محبت اور باہمی احترام پر مبنی ہوں۔ اسلامی تعلیمات میں بیان کردہ شادی کے اصولوں پر عمل کرنے سے، افراد اپنی ذاتی اور سماجی زندگی دونوں میں سکون اور تکمیل پا سکتے ہیں اسلام میں شادی ایک مقدس رشتہ کے طور پر کام کرتی ہے جو شوہر اور بیوی کے درمیان محبت، ہمدردی اور باہمی افہام و تفہیم کو فروغ دیتی

ہے۔ یہ افراد کو اپنے عقائد اور اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے انسانی رشتوں کی پیچیدگیوں کو نیوگیٹ کرنے کے لیے ایک فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ شادی کے ذریعے، افراد روحانی اور جذباتی تکمیل کے لیے کوشش کر سکتے ہیں، اس طرح اللہ کی رضا کے لیے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو پورا کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نکاح کا رشتہ بے شمار فوائد اور حکمتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قائم کیا ہے۔ ان حکمتوں اور فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ شادی کے ذریعے نوع انسانی کو دوام بخشا جاتا ہے، زمین کی آبیاری ہوتی ہے، اور خدائی قوانین کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ اس کی تخلیق میں اللہ کے نائب کے طور پر خدمات انجام دینے والے، پاکستانی معاشرے کے افراد کو طلاق اور اس کی بنیادی وجوہات کی طرف بڑھتے ہوئے جھکاؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب تک کائنات قائم ہے۔ یہ حکمتیں اور فائدے بھی حاصل ہو سکتے ہیں جب ان کی بنیاد مضبوط ستونوں پر رکھی جائے۔ رشتہ کا سب سے مضبوط ستون شادی کا بندھن ہے۔³

اسلام نے شادی کو اس حد تک ترغیب دی ہے کہ شاید کوئی اور مذہب اس جیسا تصور پیش نہیں کرتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہدایت کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ، جو عظمت و بزرگی کا مالک ہے، فرماتا ہے، ”تم میں سے جو کنوارہ ہوں اور جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے اہل ہوں ان سے نکاح کرو۔“⁴ اس ہدایت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ لاتعداد روایتوں میں شادی کی ترغیب پر زور دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں یہ ذکر ہے کہ امام بخاری اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس مبارک آیت سے مراد ایک حکم ہے جو اس کے واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔⁵ اس لیے اسلامی فقہ نے بعض حالات میں نکاح کو واجب اور ضروری قرار دیا ہے۔ اس کی مستحسن اور مستحسن حیثیت کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کے ایک گروہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”اے نوجوانو، تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ شادی کر لے، کیونکہ یہ آنکھوں کو روکتا ہے اور شر مگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔“⁶

شادی پر اسلام کا زور عفت کو فروغ دینے، معاشرتی اخلاقیات کی حفاظت، اور خاندانوں اور برادریوں میں استحکام کو فروغ دینے میں ادارے کے کردار کو تسلیم کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ شادی کی حوصلہ افزائی کر کے، اسلام کا مقصد افراد کو گناہ میں پڑنے سے بچانا اور باہمی احترام اور صحبت پر مبنی صحت مند اور مکمل تعلقات قائم کرنا ہے۔ مزید برآں، شادی کسی کے مذہبی اور سماجی فرائض کی ادائیگی، نسل انسانی کے تحفظ اور ترقی میں حصہ ڈالنے اور معاشرے میں مذہبی تعلیمات اور اقدار کے تسلسل کو یقینی بنانے کے ایک ذریعہ کے طور پر کام کرتی ہے۔

آخر میں، اسلام میں شادی محض ایک سماجی معاہدہ نہیں ہے بلکہ ایک مقدس بندھن ہے جسے اللہ نے مختلف مقاصد اور فوائد کی تکمیل کے لیے مقرر کیا ہے۔ یہ ایمان اور اخلاقیات کے اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے روحانی، جذباتی اور جسمانی تندرستی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ شادی کے ذریعے، افراد اسلام کی تعلیمات کے مطابق مضبوط خاندانوں اور برادریوں کے قیام میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے محبت، صحبت اور باہمی تعاون کو فروغ دے سکتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں سرکارِ دو عالم نے فرمایا

نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے⁷

یہ روایات شادی کی اہمیت کو واضح کرتی ہیں، اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اسلام نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی یہ من مانی فیصلوں یا خواہشات کے تابع ہے۔ اس کے بجائے یہ ایک جامع نظام ہے جس میں شادی کے تمام آداب اور شرائط واضح طور پر بیان کی گئی ہیں۔ جبکہ دیگر لیلین دین بھی ہیں، شادی کے حوالے سے وسیع تفصیلات اور شرائط یہ واضح کرتی ہیں کہ یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے۔

ایک ایسا رشتہ جس پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے اور اسے قائم کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا مقصد اپنی مرضی سے یا معمولی وجوہات کی بنا پر ختم کرنا نہیں ہے۔ اسلام کا جوہر اس سمجھ میں مضمر ہے کہ ازدواجی معاہدہ زندگی کے آخر تک برقرار رہنا چاہیے۔ اس لیے شریعت میاں بیوی کے لیے ہر قدم پر رہنمائی فراہم کرتی ہے، انھیں ایک دوسرے کے حقوق سے آگاہ کرتی ہے اور انھیں ایک دوسرے کے حقوق کی پامالی سے روکتی ہے۔ اولاد سے متعلق فرائض بھی واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ دونوں میاں بیوی کو خاندانوں کو مضبوط اور متحد رکھنے میں اہم کردار ادا کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے

جب میاں بیوی دونوں اس تعلق کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہو جائیں تب ہی تمام پہلو پورے ہو سکتے ہیں۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ شادی کی کامیابی کا انحصار میاں بیوی دونوں کے عزم اور کوشش پر ہے۔ اسلام کی فراہم کردہ رہنمائی پر عمل کرتے ہوئے اور اپنے متعلقہ کردار اور ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے، جوڑے اپنی شادی کی مضبوطی اور لمبی عمر کو یقینی بنا سکتے ہیں، اس طرح اس مقدس رشتے سے بے شمار فوائد اور برکات حاصل کر سکتے ہیں۔

بعض اوقات، مختلف حالات وجود میں آتے ہیں جب مشکلات کی بناوٹ کرنا، میاں بیوی کے درمیان رشتہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی مشکلات کا حل تلاش کرنے کیلئے بھی اسلامی رہنمائی فراہم ہے۔ اسلام کو انسانی فطرت کی دین کے طور پر قبولیت ہے اور اعتدال کی راہ میں ہدایت فراہم کی گئی ہے۔ ایک بار جب شادی کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے، تو اس سے کسی بھی صورت میں آسانی سے نکلا جانا ممکن نہیں ہوتا۔ چاہے کتنی بھی مشکلات پیش آئیں، ہر صورت میں اس رشتے کو نبھانا لازمی ہے۔

کچھ مذاہب میں شادی کو ہر صورت دائمی اور مستقل معاملہ سمجھا گیا ہے، لیکن کبھی کبھار زوجین میں سے ایک یا دونوں مذہبی قید و بند سے مخالفت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں کی حوصلہ افزائی میں کمی ہوتی ہے، وہ زیادہ جسمانی اور ذہنی سکون کی تلاش میں گھر سے باہر ہنگامی طور پر چلے جاتے ہیں۔ کبھی کبھار اس مسئلے کا حل یہ بھی ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان کسی ایک کی طبعی موت ہو جاتی ہے۔

اسلام نے طلاق کی اجازت دے کر اس وضع کو حل کر دیا ہے، لیکن اس کی تفصیلات میں جانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ طلاق صرف ناگزیر حالات میں ہی جائز ہے۔ اس کا بے جا استعمال غضب الہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ جو لوگ اس اختیار کا غلط استعمال کرتے ہیں، وہ دنیا میں بھی اس کا انجام بھگتیں گے اور آخرت میں بھی اس کا انجام بھگتیں گے۔ طلاق کے معاملے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ کوئی بھی فیصلہ جلد بازی میں یا جذبات کے زور میں مغلوب ہو کر نہیں لینا چاہئے۔ بلکہ سوچ سمجھ کر اور دماغ سے سردی سے کسی نتیجے پر پہنچنا چاہئے۔

اسی لئے اسلام نے طلاق کا اختیار صرف مرد کو دیا ہے۔ خلع کی صورت میں بھی طلاق دینے کی ذمہ داری مرد ہی کی ہوتی ہے۔ طلاق کا مثبت پہلو یہ ہے کہ شریعت نے یہ اختیار صرف مردوں کو دیا ہے۔ کیونکہ عورتوں کے مقابلے میں مردوں میں عقل زیادہ ہوتی ہے۔ کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے اس کے نتائج پر غور کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، خواتین میں عقل اور مذہبی علم کی کمی ہو سکتی ہے، جس کی وجہ سے وہ عقل کی کمی کا شکار ہو جاتی ہیں اور جذبات کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ کوئی بھی اقدام کرنے سے پہلے اس کے نتائج کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے، جیسا کہ اسلام میں روشنی ڈالی گئی ہے۔⁸

طلاق کو احسن یا حسن کرنے کا طریقہ اسلامی شریعت نے مخصوص قوانین اور ضوابط کے ساتھ متعین کیا ہے۔ اس ضابطے کی پابندی میں دی گئی طلاق کو "طلاق احسن" یا "طلاق حسن" کہا جاتا ہے۔ اور جب طلاق احسن یا طلاق حسن کا طریقہ نہیں اختیار کیا جاتا اور طلاق بدعی دی جاتی ہے، تو اسے "طلاق بدعی" کہا جاتا ہے۔⁹

مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی نے بیان کیا ہے کہ شریعت نے نکاح کو توڑنے اور فسخ کرنے کا طریقہ ایسا نہیں رکھا جو عام خرید و فروخت کے معاملات اور معاہدات کا ہوتا ہے۔ جب کسی نے نکاح کا معاہدہ فسخ کر دیا، تو اسی وقت، اسی لمحہ فریقین آزاد ہو جاتے ہیں اور پہلا معاملہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک کو اختیار ہو جاتا ہے کہ دوسرے سے نکاح کر لے۔ معاہدہ نکاح کو بالکل ختم کرنے کے لئے اس پر عدت کی پابندی لگائی جاتی ہے۔¹⁰

یہ طریقہ نکاح کی طلاق کو آسانی سے ہدف بناتا ہے اور معاشرت میں طلاق کے امور کو منظم کرتا ہے۔ اس کے ذریعے شریعت نے طلاق کے نظام کو محکم بنایا ہے تاکہ زندگی کے مختلف مرحلوں میں انسانوں کی حقوق و فرائض کو محفوظ رکھا جاسکے۔ اس طریقے کے تحت، طلاق کی اجازت صرف ان حالات میں دی جاتی ہے جب نکاح کی بنیادی بنیادی روایات کو نقصان پہنچتا ہے اور مسلمان اپنے حقوق کو حفاظت کرنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ اس طریقے نے طلاق کی منظم پیشگوئی کی ہے جس سے انسانیت کو فوائد حاصل ہوتے ہیں اور اس کی زندگی کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے درمیان طلاق کی تعداد بڑھ رہی ہے، اور اس معاملے کو ایک کھلونا بنا دیا گیا ہے۔ بعض اوقات، شوہر زراذری بات پر طلاق کی دھمکی دیتے ہیں، جو کہ ایک نازک معاملہ ہے۔ طلاق کی دھمکی صرف ایک روایت نہیں ہے، بلکہ ان کی بعد میں عملی اقدام بھی ہوتے ہیں۔ اگر طلاق دینی ہو تو شرعی ضابطوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے دینا چاہئے۔ پہلے اہل علم سے راہنمائی لینا چاہئے، اور ان کے طریقہ کار کو سمجھنا چاہئے۔ اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو، تو کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے درمیان مسائل خود ہی حل کر لئے جائیں۔ اگر غلطی بیوی کی ہو، تو اس پر زبرد تو بیچ کی جاسکتی ہے، اور اس کا بستر الگ کیا جاسکتا ہے۔

اگر اس کے باوجود بھی مسائل حل نہ ہوں، تو دونوں خاندانوں کے صاحب الرائے لوگ جمع ہو کر معاملے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ بڑے حضرات ان دونوں میاں بیوی کو سمجھائیں۔

اگر ان کی کوشش بھی کام نہ آئے، تو طلاق کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن مرد کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ طلاق دینے کا فیصلہ صرف اور صرف اس صورت میں کرے جب ان کی بیوی کی صحت اور سلامتی کو خطرہ ہو۔ اس کے علاوہ، ان کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کو ایسے حالت میں چھوڑیں جب ہم بستری نہ کی گئی ہو۔

طلاق کے معاملے میں، اسلامی شریعت نے مختلف اختیارات فراہم کیے ہیں، جیسے کہ طلاق احسن اور طلاق رجعی۔ اسلامی قوانین کے مطابق، عدت کے دوران رجوع کا اختیار مرد کو ہوتا ہے، اور اس کے لئے نیا نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اب اگر دوبارہ طلاق کا فیصلہ لیا جائے، تو دوسری اور تیسری طلاق کے بعد بلا حلالہ تجدید نکاح کی گنجائش ہوتی ہے، لیکن تیسری طلاق کے بعد اس کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔

طلاق کے بڑھنے کے اسباب اور وجوہات:

طلاق کے اسباب مختلف ہوتے ہیں اور عموماً مختلف فرقے اور ثقافتوں میں مختلف وجوہات کی بنا پر طلاق کی جاتی ہے۔ چند اہم اور عام اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

تناہت نہ ہونا*:

میاں بیوی کے درمیان تناہت نہ ہونا، مختلف عقائد یا اقتصادی معاملات وغیرہ کی وجہ سے طلاق کا سبب بن سکتا ہے۔
اختلافات اور جھگڑے*:

مختلف مواضع یا رویہ کی بنا پر میاں بیوی کے درمیان اختلافات پیدا ہونا، جھگڑے ہونا اور ان کی بنا پر طلاق کا سبب بن سکتا ہے۔
معاشرتی دباؤ*:

معاشرتی دباؤ، خاندانی دباؤ یا مختلف افراد کی دباؤ کی وجہ سے بھی کبھی کبھار طلاق ہوتی ہے۔
معاشرتی تبدیلی*:

معاشرتی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی کبھی کبھار میاں بیوی کے درمیان اختلافات پیدا ہوتے ہیں جو طلاق کا سبب بنتے ہیں۔
خاندانی مسائل*:

خاندانی مسائل، جیسے کہ وراثت، خاندانی دھرمیک مسائل وغیرہ بھی کبھی کبھار طلاق کی وجہ بنتے ہیں۔
غیر موافق ماحول*:

کبھی کبھار غیر موافق ماحول، جیسے کہ معاشرتی فساد، معاشی تنازعات، یا غیر محبتی ماحول بھی طلاق کا سبب بنتے ہیں۔
عورت کی عدم خوشی*:

عورت کی عدم خوشی، عورت کے حقوق کی عدم پیروی، یا عدم احترام بھی کبھی کبھار طلاق کی وجہ بنتے ہیں۔

موازنہ کی عدم موجودگی*:

موازنہ کی عدم موجودگی، جیسے کہ مالی موازنہ، ذاتی موازنہ، عقائدی موازنہ وغیرہ بھی طلاق کا اہم سبب ہوتے ہیں

خاندانی اور معاشرتی امور*:

خاندانی اور معاشرتی امور جیسے کہ خاندانی اختلافات، بڑھتے ہوئے فرقے، سماجی دباؤ، خاندانی روایات، اور فرقہ واریت وغیرہ طلاق کے اسباب بن سکتے ہیں۔

بے انصافی اور زیادہ مطالبتی*:

اگر ایک شریک حیات زیادہ مطالبتی ہو یا بے انصافی کرے، یا اپنی ذاتی مفاد کو دوسرے کے ساتھ مشترکہ سہولتوں کی بجائے فرض کرے، تو یہ بھی طلاق کے اسباب میں شامل ہوتا ہے۔

اختلافات اور عدم توافق*:

جیون کے مختلف پہلوؤں پر اختلافات اور عدم توافق بھی طلاق کے اسباب بن سکتے ہیں۔ مثلاً نسل مسائل، بچوں کی تربیت، مذہبی یا فکری اختلافات وغیرہ۔

زنا، جنسی اخلاقیات، اور عدم وفا*:

اگر کسی شریک حیات کا زنا ہو، جنسی اخلاقیات پر عدم پابندی ہو، یا اخلاقی طور پر وفا نہیں کرے، تو یہ بھی طلاق کے اسباب میں شامل ہوتا ہے۔

بڑھتی ہوئی معاشرتی پیشہ وری*:

اگر کسی شخص کی پیشہ وری یا کیریئر کی بنا پر معاشرتی زندگی میں بڑھتی ہوئی مشکلات ہوں، یا ایک شریک حیات دوسرے شریک حیات کو اپنے وقت اور توجہ نہیں دے پائے، تو یہ بھی طلاق کے اسباب بن سکتا ہے۔

جسمانی یازہنی تناؤ*:

جسمانی یازہنی تناؤ بھی ایک اہم طلاق کے اسباب ہو سکتا ہے۔ اگر کسی شریک حیات کو دوسرے شریک حیات سے زیادہ جسمانی یازہنی دباؤ محسوس ہو، تو یہ طلاق کا سبب بن سکتا ہے۔

طلاق کی وجوہات مختلف ثقافتوں، معاشرتوں اور فرقوں کے مابین مختلف ہوتی ہیں۔ اسلامی شریعت میں بھی مختلف اسباب مانے جاتے ہیں جو طلاق کی اجازت دیتے ہیں، لیکن طلاق کو آخری چارنگوں کا فیصلہ سمجھا جاتا ہے اور اسے محض گراہکی خواہشات کی بنا پر نہیں دیا جاتا مسلم معاشرے میں طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحانات کو درج ذیل تدابیر سے روکا جاسکتا ہے

دینی تعلیمات سے روشناس کرانا*:

لوگوں کو اصولی اور اخلاقی قیمتوں کی سمجھ اور اہمیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ طلاق کے بڑھتے ہوئے رجحان کو کم کیا جاسکے۔

خاندانی نظام کو مضبوط کرنا*:

خاندانی معاشرتی نظام کو مضبوط کرنا بھی ضروری ہے۔ اس میں خاندان کے افراد کے درمیان تعلقات کو بڑھانا، احترام اور محبت کی بنیادوں پر مبنی ہونا چاہئے۔

فرائض کی ادائیگی پر توجہ دینا*:

اپنے فرائض کی ادائیگی اور معاشرتی ذمہ داریوں کو پورا کرنا بہت اہم ہے۔ یہ معاشرتی اور خاندانی تناؤ کو کم کرتا ہے اور مسائل کا حل ممکن بناتا ہے۔

خلاصہ

مسلم معاشرے میں طلاق کے بڑھنے کی وجوہات اور اسباب کا تحقیقی جائزہ لینے کے لئے چند اہم عوامل شامل ہیں۔ طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح کے پس پشت عوامل کو سمجھنے کے لئے ہمیں مختلف جماعتی، معاشرتی، اور اقتصادی معیشتی حقائق کو دیکھنا ضروری ہے۔ پہلی بات، معاشرتی تبدیلیاں اور انتہائی روشنی کی دھمکیاں جسمانی اور ذہنی دباؤ پیدا کرتی ہیں، جو کہ ازواج کے درمیان معاشرتی رشتے کو متاثر کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، محنت کا بڑھتا ہوا دباؤ اور معاشرتی تبدیلی، جیسے کہ مرد اور عورت دونوں میں کام کرنے والے ہونے کی صورت میں، ازواج کو ایک دوسرے سے وقت گزارنے کا موقع نہیں دیتے ہیں اور ان کے درمیان بحرانیات پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری بات، خواتین کی تعلیم و علمی سطح کی بہتری اور ان کی مخصوص حقوق کی ترقی ایک اہم عامل ہے جو طلاق کی شرح میں اضافہ کو بڑھاتا ہے۔ جب خواتین کو اپنے حقوق کا علم ہوتا ہے اور وہ معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ قدم رکھتی ہیں، تو ان کی جدوجہد میں اپنے حقوق کے لئے کمی کو محسوس ہوتا ہے، جو کہ ان کے رشتہ ختم کرنے کے اختیار کو مضبوط بناتا ہے۔

تیسری بات، معاشرتی اور اخلاقی اصولوں کی کمزوری، اختلافات اور برابری کی عدم پسندیدگی، اور انفرادی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر تنازعات بھی اس عمل کو بڑھاتے ہیں۔ جب افراد کو اپنے حقوق کی پیداوار نہیں ہوتی یا ان کو ان کے اخلاقی اصولوں کی پاسداری کرنے کی مخصوص ہدایت نہیں ملتی، تو ان کے درمیان تنازعات پیدا ہوتے ہیں جو اکثر طلاق کی طرف لے جاتے ہیں۔

ان تحقیقات کے نتائج کے مطابق، طلاق کی بڑھتی شرح کے اسباب مختلف اور متعدد ہیں اور ان میں معاشرتی، اقتصادی، اور ذاتی عوامل شامل ہوتے ہیں۔ ان تمام عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم ممکنہ حل بھی تلاش کر سکتے ہیں تاکہ معاشرتی بنیادیں مضبوطی سے قائم رہ سکیں۔

حوالہ جات

¹ تفسیر قرطبی، جلد 18، ص 149

² الروم، 21

³ فتاویٰ شامی، 4/ کتاب النکاح

4 (قرآن 24:32)

5 فتح الباری، ج 14، ص 289

6 صحیح البخاری، 5066

7 موطا امام محمد، ج 2، ص 427

8 رد المحتار، ج 4، ص 316

9 فتح الباری، ج 14، ص 354

10 تفسیر معارف القرآن، ج 1، ص 557

References

1. Tafseer Qurtaba, Vol: 18, p. 149.
2. Surah Al-Room, 21.
3. Fatawa Shami, vol: 4, Kitab al Nikaah.
4. Al-Quran, 24:32.
5. Fatah al Bari, Vol: 14, p. 289.
6. Saheeh Bukhari, 5066.
7. Mota Imam Muhammad, Vol: 2, p. 427.
8. Rad al Mukhtar, Vol: 4, p. 316.
9. Fatah al Bari, Vol: 14, p.354.
10. Tafseer Muarif al Quran, Vol: 1, p. 557.